HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

اسامہ صدیق کے ناول "غروب شہر کا وقت" میں فطرت اور ماحول کے مسائل کی عکاسی

The depiction of nature and environmental issues in Osama Siddique's novel "Ghroob-e-Shahr Ka Waqat"

ندا فواد
ایم فل اسکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
ڈاکٹر میمونہ سبحانی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

Nida Fawad
MPhil Scholar, Dept. of Urdu, Government College University Faisalabad
Dr. Mamuna Subhani (Corresponding Author)
Associate Professor, Dept. of Urdu, Government College University Faisalabad

Abstract
Novels are commonly used to present different issues and problems of society to the masses, and researchers broadly acknowledge this. The novel masterfully intertwines environmental themes, vividly depicting the intricate connection between humanity and the natural world. Osama Siddique skilfully brings to light the dire consequences of environmental degradation, shedding light on its profound impact on both society and individual lives. With captivating descriptions of landscapes and artful depictions of ecological challenges, the novel serves as a powerful call to action for urgent environmental conservation efforts. Today, Pakistan has been one of the most affected countries by climate change, like heavy rainfall, heat waves in summer, and increasing water levels from glaciers to sea ticking like an alarm before disaster. This novel also points climate problems that we are facing or we are going to witness them.

Keywords: Nature, Climate change, Pakistan, Emergency, Increasing Temperature

کلیدی الفاظ: فطرت، موسمیاتی تبدیلی، پاکستان، ایمرجنسی، بڑھتا درجہ حرارت

انسان کا ماحول اس کی زندگی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے پھر چاہے خوشی ہو یا غم ماحول کیا ہے؟ انسان کے ارد گرد کے لوگ ہوا، پانی، عمارتیں، ٹرانسپورٹ، غرض انسانی زندگی میں شامل ہر وہ چیز جو زندہ رہنے اور زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے وہ ماحول میں شامل ہے۔ کچھ عرصہ سے تک ہمارے موسم ہماری زندگی میں کچھ اس طرا اثر انداز تھے کہ جیسے کسی پیارے کہ آنے سے پہلے اس کے آنے کی نوید آئے اور آپ اس کے آنے سے پہلے خوشی سے اس کی راہ تکیں اور اس کے آنے کی تیاری کریں کچھ اسے آتے تھے پہلے موسم یہ کوئی بہت عرصہ پہلے کی بات نہیں یہ بیس، پچیس سال پرانی بات ہے جب ہر موسم اپنی ایک الگ ڈھب رکھتا تھا۔

موسم بہار جب اپنے آنے کی خبر دیتا تھا تو ہوا چنچل اور شوخ ہو جاتی تھی انسان، پھول، پودے، درخت اور جانور غرض ہر ایک پر خوشگواریت طاری ہو جاتی تھی موسم کے خاص پکوان، خاص لباس اور فیسٹیول کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ خزاں کے آتے ہی ایک نئے موسم کو زدرر، پیلے اور سرمئی رنگ سے تشبیہ دی جاتی اور ہر چیز میں یہ رنگ نظر آنے رلگتے شام کی خنک ہوا سے لطف اندوز ہونے کا ایک الگ انداز میں پیدل سیر، رات کی چاندنی میں باتیں اسی طرح کی اور مثبت سی چیزیں جو ہر موسم کے اعتبار سے الگ تھیں۔ سرد موسم سے لطف اٹھانے کے الگ طریقے تھے سردیوں کی دوپہر کی دھوپ ٹھنڈی اور مزے دار۔ سرد راتیں ان میں گرما گرم کھانے اور راتوں کو بستروں میں بیٹھ کر خشک میوہ جات کے ساتھ ڈھیر ساری باتیں یہ سب چیزیں اس موسم کی خاص سوغاتیں ہیں اس کے بعد آتا ہے گرم موسم وہ گرمیاں آج کی گرمیوں کی طرح نہیں کہ انسان بے حال ہو ہاں گرمی اپنا اثر رکھتی تھی لیکن اس موسم کا بھی اپنا مزہ تھا۔ پکتی فصلوں، گھنے درختوں اور اس ہرے بھرے پھلوں کے سارے رنگ، گرم موسم کے نرم لباس پر پر سکون لمبی سہ پہریں، رات کو گھر کے صحن اور چھت پر پانی کا چھڑکاؤ اور پھر ان میں بچھی چار پاؤں اور ان پر بیٹھ کر سارے دن کی کار گزاریوں کی لمبی بحثیں، یہ سب اپنا الگ مزہ اور لطف والی چیزیں ہیں جو اب ناپید ہوتی جا رہی ہیں اب میرے شہر کے موسم ایسے نہیں اب کوئی موسم آنے سے پہلے اپنے آنے کی خبر نہیں دیتا اب سب کے سب موسم موذی آلودگی کے موسم ہیں۔

پہلے ادب کے تخلیقی فن پاروں میں ماحول کی عکاسی پر زور دیا جاتا تھا رومانیت اور حسن کو موسم کی رنگینی سے تشبیہ دی جاتی تھی لیکن اب نہ تو موسم ایسے ہیں اور نہ ماحول کے اس کو ادب میں رومانیت سے جوڑا جائے بیسویں صدی میں یورپ کے صنعتی انقلاب کو نیچرل دشمن سمجھا جانے لگا گرین کے نام سے زندگی کے مختلف شعبوں

میں ایک تحریک کا آغاز ہوا۔ پگھلتے گلیشیر، جنگلی حیات کی نسل کشی، سبزے کے موت، صنعتی فضلے سے پانی اور زیر زمین کیمیائی تبدیلیوں وغیرہ نے پورے ساز گار ماحول کو بدل کے رکھ دیا ڈاکٹر ناصر عباس نیر ماحولیاتی موضوعات کے استعمال پر لکھتے ہیں:

"بیسویں صدی کے ربع آخر میں اردو ادب میں بھی صنعتی ترقی کے ہاتھوں ماحول کی تباہ میں کاریاں اور فطرت اور انسان کے رشتوں کو مرکز متن بنایا جانے لگا۔ کچھ ادیبوں کے ہاں ماحولیاتی مسائل اور فطرت و انسان کے تعلقات کا موضوع بہت وسیع اور فلسفیانہ مباحث کے ساتھ سامنے آیا۔"(۱)

اسامہ صدیق نے اپنے ناول "غرب شہر کا وقت" میں ماحولیاتی آلودگی کو زیر بحث لائے ہیں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں موسموں کا تقابل پیش کیا ہے اب ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے موسم اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ کوئی بھی موسم اپنی الگ شناخت میں رکھتا ہے اب ہر موسم کو خوشامدید نہ کہا جاتا بلکہ موسم بدلنے سے پہلے اس کی حفاظتی تدابیر کی جاتی ہیں ان کی بیماریوں سے نپٹنے کے طریقے سوچے جاتے ہیں گرمی کی وجہ سے جھلنے اور طوفانوں کی وجہ سے ہونے والی تباہ کاریوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان سے ہونے والے نقصان کو روکنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے ہر موسم میں اس کی خاص بیماریوں سے بچنے اور ان کے علاج میں استعمال ہونے والی دوائیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ مصنف نے اس ناول میں ماحولیاتی مسائل کو متاثر کن انداز میں بیان کیا ہے اب سے پہلے شہر اور دیہات میں کچھ فرق تھا اب صنعتی ترقی نے جہاں انسان کو سہولتیں میسر کی ہیں۔ وہیں اس نے ماحول کو تباہ کر دیا ہے پہلے شہر کی حدود سے باہر آتے ہی سر سبز ہریالی نظر میں آتی تھی لیکن اب ہر طرف بس آبادی ہی آبادی ہے اب شہر سے باہر آتے ہی مہکتے باغوں، جنگلی پیڑوں کے جھنڈ، پھولوں اور سبزیوں کی کیاریوں، دلدلی زمینوں اور پانی کے تالابوں کی جگہ ادھوری عمارتوں، اینٹوں، سیمنٹ بجری اور ریت کے ویرانے ملتے ہیں اور شہر تو بہت ہی گنجان ہو گئے ہیں ہر طرف چھوٹی، بڑی کچی پکی عمارتیں، کوڑے کے ڈھیر، پلاسٹک کے لفافوں سے اٹے متعفین جوہڑ، تنگ تنگ مکان، کاٹ کباڑ سے اٹی چھتوں کے طویل سلسلے آبادی کے دباؤ سے ہانپتا کانپتا پانی کی فراہمی اور سوکھی ٹہنیوں سے بنی جھونپڑیوں سے شہر بھر اپڑا ہے ٹریفک کا بے ہنگم شور، دھواں چھوڑتی گاڑیاں غصیلے ڈرائیوروں کی تو تکار اور گالی گلوچ کا بھیانک شور جس کی چنگھاڑ دل دہلا کر رکھ دیتی ہیں ہوا میں شامل دھواں ٹائروں اور کوڑا کرکٹ کے جلنے اور فصلوں کا فضلہ جلاتے کسان مل جل کر ایک معجون نما، نیم سیال ٹاکسک کا کٹیل بناتے ہیں جس کے گھونٹ اب ہر شہری پینے پر مجبور ہے۔ اس سارے ماحول کو شاعر احمد مشتاق اپنے شعر میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"دھویں سے آسماں کا رنگ میلا ہوتا جاتا ہے
ہرے جنگل بدلتے جا رہے ہیں کارخانوں میں۔"(۲)

اردو شاعری میں فطرت اور ماحول کے مسائل کو بہت اہمیت حاصل ہے اور شعراء نے اس کو بہت خوبصورت اور موثر انداز میں پیش کیا ہے اکیسویں صدی میں ماحولیاتی مسائل کو اردو فکشن میں موضوع بنایا جانے لگا اکیسویں صدی میں صنعتی عہد اور ترقی یافتہ دور سے سپر الیکٹرونک دور کا آغاز ہوا جس نے انسان کو مشین کے ساتھ مشین بنا دیا ہے۔ ماحول کو بچانے والی گرین تحریک نے پہلے پہل صنعتی ترقی کو روکنے کی کوشش کی لیکن چونکہ صنعتی ترقی انسان کو مالی اور جانی فائدہ پہنچا رہی تھی تو اس کو روکنا مشکل تھا اس لیے طریقہ کار بدلہ۔

"گرین تحریک (Green movements) نے ماحول اور انسان کے درمیان تعلق کو تلاش کرنے کی تحریک شروع کی تو ادب میں بھی ماحولیاتی موضوعات نے اپنی ترجیحات تبدیل کر لیں ماحول دوستی پر بہت خوبصورت افسانے اور ناول لکھے گئے۔"(۳)

پچھلے پچیس برسوں میں نواحی اور مضافاتی علاقے یکسر بدل گئے ہیں جہاں پہلے گھنے جنگل انواع و اقسام کی جنگلی حیات اور سبزے کا جال بچھا ہوتا تھا اب وہاں نئی نئی ہاؤسنگ سکیمیں اور زرعی کمرشل پلاٹ بنے شروع ہو گئے ہیں وہاں موجود جنگلی حیات اور سبزے مٹتے جا رہے ہیں ماحولیاتی تبدیلی کے باعث یہاں ایک نئی مخلوق نے بسیرا کر لیا ہے جو سارا سارا دن ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگتی دوڑتی نظر آتی ہیں اور ہر وقت زمین کی پیمائش مصروف رہتی ہے اسی بے چین مخلوق کا نام پراپرٹی ڈیلر" ہے جو ہر وقت نقشہ پھیلائے زمین کے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک مخلوق جو قبضہ گروپ کے نام سے جانی جاتی ہے وہ بھی قبضہ کرنے اور چھڑوانے دونوں کاموں کے لیے جانے مانے جاتے ہیں جو بھاری معاوضوں کے عوض پلاٹوں پر قبضہ کرتے بھی ہیں اور چھڑواتے بھی ہیں دور حاضر کی ایک اور مخلوق پٹواری بھی ہیں

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

ان کی شان کا کیا کہیں یہ جس کو چاہیں بادشاہ بنادیں جس کو چاہیں یہ اپنے حق سے محروم کر دیں اپنے کام کے بادشاہ ہیں زمین کے ٹکڑوں کی ملکیت کی کشمکش کے بھنور میں ایک مستحکم سہارا۔ پٹواری انتظام۔ بڑھتی آبادی شعور کی کمی اور غیر ضروری عیاشی یہ سب چیزیں ماحول پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ترقی کر نا زندگی کو آسان بنانے والی چیزوں کی ایجادات کو اپنانا یہ بری بات نہیں لیکن ان سب چیزوں کو استعمال میں لانے کے لیے گندگی پھیلانا زہریلے کیمیکل کو فضاء اور پانی میں شامل کرنا یہ سوچے بغیر کے یہ آپ کی صحت اور ماحول کو کس حد تک خراب کر سکتا ہے یہ غلط ہے غیر ضروری طور پر دولت کی نمائش کے لیے بڑی بڑی عمارتیں بنانا اور ان کے لیے زرعی زمین کو استعمال کرنا غلط ہے بلکہ انسان اور انسانیت کے ساتھ ظلم ہے ہم اپنی آنے والی نسلوں کو ایک تباہ شدہ ماحول دے رہے ہیں کہ جس میں سانس لینا مشکل ہے۔

اسامہ صدیق نے اپنے ناول میں یہ سارے مسائل بہت متاثر کن انداز میں اجاگر کیے ہیں اور قاری کو ان مسائل اور ان کے حل کے لیے سوچنے پر مجبور کیا ہے یہ نہ صرف ادب کی دنیا کی ایک بہترین کاوش ہے بلکہ انسان اور اس کے ماحول کو بہتر بنانے کی ایک بہترین کوشش ہے جو کہ اپنے پڑھنے والے کو اس بات کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ہم سب کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں اور آگے ہم اپنی نسلوں کو کس طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے چھوڑ دیں گے۔ اسامہ صدیق ایک بہترین لکھاری ثابت ہو رہے ہیں وہ انسان، ماحول، اخلاق اور معاشرتی مسائل کو بہت خوبصورت انداز میں اجاگر کر رہے ہیں جو کہ ادب کے ذریعے انسانیت کی ایک بہترین خدمت ہے۔

جنگلات کی کمی، دھواں چھوڑتی فیکٹریاں، ترقیاتی منصوبوں کی آڑ میں ختم ہوتے سبزہ زار، گلوبل وارمنگ کا سبب ہیں۔ کتنی ہی دہائیوں سے عالمی ماحولیاتی کانفرنس اس کے خطرات سے آگاہ کر رہی ہیں۔ موسمی تبدیلیوں کے خطرات انسانی بقا کے لیے ایک بڑا خطرہ بنتے جا رہیں ہیں۔ گلوبل وارمنگ کے خطرات سے آگاہی ہر خاص و عام کے لیے ضروری ہے تاکہ اس کے لیے ممکنہ اقدام کیے جاسکیں۔ گلوبل وارمنگ یعنی موسمی تبدیلیوں کے خطرات ان ممکنہ خطرات کو کہا جاتا ہے۔ جو موسم کی تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہونے والی مختلف حالتوں آفات اور صورتوں سے لاحق ہوسکتے ہیں۔ عالمی برادری موسمی تبدیلیوں اور گلوبل وارمنگ سے لاحق طویل مدتی خطرات بھانپ چکی ہے۔ ورلڈ واچ انسی ٹیوٹ اور برطانیہ کے چیف سائنٹفک ایڈوائزر ڈیوڈ کنگ ماحولیات، موسمی تبدیلیوں کو دہشت گردی سے بڑا خطرہ قرار دے رہے ہیں اور نیشنل اکیڈمی آف سائنس، آئی پی سی سی اور ورلڈ میٹرولوجیکل ایسوسی ایشن متفق ہیں کہ موسمی تبدیلیوں کے خطرات سے نمٹنے کی ضرورت پر اب کوئی اختلاف نہیں ہے۔

موجودہ دنیا کی سلامتی کو درپیش خطرات میں موسمی تبدیلی بڑے خطرے کے طور پر ابھری ہے۔ گلوبل وارمنگ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق موسمی تبدیلی کے باعث سیلاب، خشک سالی، لینڈ سلائیڈنگ، زلزلے اور زیر زمین پانی کی سطح میں تشویش ناک حد تک کمی، متضاد موسم انسانی رہن سہن اور فصلوں کی تباہی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اسامہ صدیق نے اپنی کتاب "غرب شہر کا وقت" میں موسمی تبدیلیوں کا ذکر کچھ یوں کیا ہے:

"لیکن اب ہر موسم ایک جیسا تھا اب تو سب کی آنکھیں بلا تفریق جلتی تھیں سانس
بمشکل آتا تھا سر درد سے ٹوٹتا تھا۔ پھیپھڑا پھڑ پھڑاتا تھا اور خنک موسم کے تو آتے ہی،
منہ پر ماسک، مفلر، سکارف، تولیے، چادریں اور کپڑے لپیٹے، انسانوں کے ہجوم کے
ہجوم سموگ کے سمندر سے یوں گزر رہے ہوتے جیسے کسی گہری گدلی اور ناپاک آبی
گزرگاہ کی تہ پر سرکتی ہوئی کوئی پر اسرار آبی مخلوق یارات کی تاریکی میں منہ ڈھکے ڈاکوؤں
کے غول کے غول۔ یا پھر کسی نیم تاریک ویرانے میں بدروحوں کے جھنڈ کے جھنڈ۔
یہ اب کہر اور دھویں کے ملاپ سے بننے والی زہریلی فضا میں اٹھنے والی آہوں، کراہوں،
کھانسیوں، سسکیوں، کھنکاروں اور تھوکنے کی آوازوں کی سرزمین تھی۔ اب اس کے
سب کے سب موسم موذی آلودگی کے موسم تھے۔"(۴)

لندن کی انوائرمنٹل جسٹس فاؤنڈیشن کے مطابق دنیا میں ۲۶ ملین افراد موسمی تبدیلیوں کے باعث ہجرت پر مجبور ہوئے اور ۲۰۵۰ء تک ۵۰۰ سے ۶۰۰ ملین لوگ مزید ہجرت پر مجبور ہونے کے ساتھ شدید دیگر خطرات سے بھی دوچار ہوں گے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

طبی جریدے سائنس کے مطابق موسمی تبدیلی، بعض جانوروں کی نسلوں کی معدومیت، زمین کے استعمال میں تبدیلی اور نامیاتی کھادوں کے باعث پیدا ہونے والی آلودگی جیسے چار عوامل سے انسانیت خطرے کے زون میں داخل ہو چکی ہے۔

سائنس دان عالمی حدت میں اضافہ کی بڑی وجہ گرین ہاؤس گیسوں کی بڑی مقدار کا فضا میں اخراج قرار دیتے ہیں۔ جبکہ حیاتیاتی ایندھن، قدرتی گیس، کوئلہ، تیل سے توانائی پیدا کرنے کے ماحول پر منفی اثرات انسانی سرگرمیوں سے کئی گنا زیادہ مضر رساں ہیں۔ کوئلہ توانائی کا ایک یونٹ پیدا کرنے میں قدرتی گیس سے ۷۰ فیصد زائد کاربن ڈائی آکسائیڈ فضا میں چھوڑ کر ماحول کو تباہ کرتا ہے۔ دیگر یہ کہ عوام بھی ماحول کی تباہی میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ جن میں جنگلات کی بے دریغ کٹائی، جنگلات کے رقبہ میں آگ، بلند و بالا عمارتیں، بڑھتی ہوئی آبادی، گاڑیوں کی بہتات وغیرہ شامل ہیں۔ ماحولیاتی تبدیلیوں سے لاحق خطرات اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں زیر بحث آ چکے ہیں۔ عالمی برادری ان خطرات سے نبرد آزما ہونے کے لیے ۱۷ اپریل ۲۰۱۶ء کو مل بیٹھ کر امن و سیکورٹی پر ماحول کی تبدیلی کے اثرات کا جائزہ لے چکی ہے۔ اس اجلاس میں ۵۵ ممالک کے ماہرین، سفارتکار اور سیاست دان بیٹھیں اور حتمی نتائج اخذ کر کے آمدہ خطرات سے نمٹنے کے لیے حکمت عملی ترتیب دیں۔ ماہرین کے مطابق ۱۹۲۰ء سے عالمی درجہ حرارت میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ شمالی علاقوں میں درجہ حرارت میں 1.9 ڈگری سینٹی گریڈ اضافہ ہوا ہے۔ جس کے نتیجہ میں برف پگھلنے سے ڈیم بھر رہے ہیں۔ نئی جھیلیں بن رہی ہیں۔ اور موسمی تبدیلیوں سے متعلق بین الحکومتی کمیٹی برائے ماحولیاتی تبدیلی آئی پی سی سی کے مطابق بڑے پیمانے پر پانی ضائع ہو رہا ہے۔

برطانیہ کے نجی ادارے ورسک میپل کرافٹ کی رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشاء کے متعدد شہر موسمی تبدیلی کے باعث خطرہ میں ہیں۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے 1.4 ارب انسانوں کو سیلاب، زلزلہ کا سامنا ہے۔ قدرتی آفات سے اپنے بچاؤ کی صلاحیت کی کمی کے باعث پاکستان کی ۷۰ فیصد بھارت کی ۸۲ فیصد اور بنگلہ دیش کی ۱۰۰ فیصد آبادی متاثر ہو سکتی ہے۔

پاکستان میں موسمی تبدیلیوں کے مہلک اثرات چند برسوں سے واضح ہونے کے باوجود اس احساس اور سنگین مسئلہ پر کوئی توجہ نہیں اقوام متحدہ نے اپنے ماحولیاتی پروگرام میں ۱۹۸۹ء سے پاکستان کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کر رکھا ہے۔ جو سمندروں میں پانی کی بلند ہوتی ہوئی سطح کے باعث خطرات سے دوچار ہیں۔ ویب آف سائنس کے مطابق واٹر ٹاور آف ایشیا، ہمالیہ، ہندوکش اور قراقرم، قطب شمالی و جنوبی کے بعد برف کے سب سے بڑے ذخائر ہیں اور یہی پہاڑی سلسلے دریائے سندھ کی روانی کے ضامن بھی ہیں۔

پاکستان کو دو طرح کے سنگین خطرات لاحق ہیں شمال میں درجہ حرارت میں اضافہ کے باعث گلیشیر پگھل رہے ہیں۔ تو جنوب میں سمندری پانی کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشیانوگرافی کے سربراہ آصف انعام کی تحقیق کے مطابق کراچی کے علاقے ملیر کے کئی حصے زیر آب آ چکے ہیں۔ جبکہ ۲۰۵۰ء تک سندھ میں ٹھٹھ اور بدین پانی میں ڈوب چکے ہوں گے۔ ماہرین ماحولیات متعدد مرتبہ اس خدشہ کا اظہار کر چکے ہیں کہ سمندر کی سطح میں تیزی سے اضافہ کے باعث ۲۰۶۰ء تک دو کروڑ سے زائد آبادی کا شہر کراچی زیر آب آ سکتا ہے۔ سندھ سمیت ملک کے دیگر علاقوں میں سمندر کی سطح میں اضافہ زیر زمین میں پانی کی کمی خشک سالی، سیلاب و دیگر موسمی تبدیلیوں سے جڑے مسائل کی وجہ سے ہزاروں گھرانے ہجرت کر چکے ہیں جبکہ متعدد گھرانے مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے آفت زدہ علاقوں میں بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ پاکستان کی معیشت کا زیادہ انحصار پانی پر ہے۔ جبکہ ملک میں زیر زمین پانی کے ذخائر تیزی سے کم ہو رہے ہیں۔ کراچی سمیت ملک کے بڑے حصے کو صاف پانی میسر نہیں پانی کے بحران میں مبتلا اس ملک کی پانی سے متعلق کوئی پالیسی موجود نہیں۔ آبی ذخائر بنانے اور دریاؤں، ندی، نالوں کا پانی، نامیاتی اور صنعتی و دیگر آلودگی سے محفوظ رکھنا حکومتی ترجیحات میں شامل نہیں۔

جنگلی حیات کی اقسام درختوں کی بے دریغ کٹائی، ماحول کی آلودگی جیسے موضوعات کے متعلق اسامہ صدیق اپنی کتاب "غرب شہر کا وقت" میں لکھتے ہیں:

"پہلے ایسا نہ ہوتا تھا۔ تب یہاں رہنے والے اپنے ماحول اور حیات کی دوسری اقسام کا
کافی حد تک لحاظ کرتے تھے۔ اب تو بھانت بھانت کے لوگ یہاں آن بسے تھے۔ اب
کسی بیے کا گھونسلہ توڑنا، کوئی چیونٹیوں کا مینار ڈھا دینا، یا چھرلے والی بندوقوں سے
چڑیوں اور کووں پر چاند ماری کرنا قابل قبول دل لگی سمجھے جاتے تھے۔ تب بڑے
بوڑھے اور بزرگ معصوم جانوروں کو ایذا پہنچانے پر تنبیہ کرتے تھے۔ مذہب، روایات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3, 2024

کے تحفظ کے حوالے دیتے تھے اب وہ بھی نہ رہے تھے۔ ہر طرف مصروف سڑکیں
پھیل گئی تھی۔ روز کئی چھوٹے چھوٹے جانور تیز رفتار بسوں، ٹرکوں، ٹریکٹر ٹرالیوں اور
گاڑیوں کی زد میں آکر ہلاک ہو جاتے ہیں۔"(۵)

ہمارے بزرگ جب کسی کو جنگلی حیات کو نقصان پہنچاتے دیکھتے تھے تو وہ اس کو روکنے کی کوشش کرتے تھے۔ کبھی کسی عقیدے کی وجہ سے کبھی صوفیائے اکرام کے اقوال کی وجہ سے کبھی اللہ کا خوف دلا کر۔ کسی بھی طریقے سے جنگل پیڑ، پودے، کیڑے مکوڑے جانور یا انسان کسی کو بھی ایذا پہنچانے سے روکنے کی کوشش ضرور کرتے تھے۔ جبکہ آج کے دور کا انسان کیا کر رہا ہے؟ صرف اپنے مطلب کو پورا کرنے پیسہ کمانے اور اپنی نمود و نمائش کے لیے ماحول کو تباہ کر رہا ہے فیکٹریاں اپنے اخراجات کم کرنے کی وجہ سے واٹر ٹریمنٹ پلانٹ نہیں لگاتی۔ جس کی وجہ سے آبی اور انسانی حیات متاثر ہو رہی ہے۔

لاہور شہر میں سڑکوں کا جال تو بچھا دیا لیکن روز کتنے ہی معصوم جانور ان سڑکوں پر چلتی تیز گاڑی تلے کچلے جاتے ہیں۔ اسلام بھی ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ بے زبان جانوروں پر رحم کیا جائے جو شخص کسی جانور کو بلاوجہ قتل کرے گا تو اللہ روز قیامت اس جانور کو اس شخص کے خلاف شکایت کرنے کا حق دے گا۔ بڑھتی ہوئی آبادی کو آسائش مہیا کرنے اور ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنائی جا رہی ہے۔ جنگلات کی کمی کے باعث گلوبل وارمنگ بڑھ رہی ہے۔ درجہ حرارت کی شدت کے باعث کتنے ہی گلیشیر زپگھل چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کے اندازوں کے مطابق پاکستان کی آبادی ۲۰۵۰ء تک تین سو ملین سے تجاوز کر چکی ہو گی اس بڑھتے ہوئے ملک کو لاحق موسمی خطرات کا اندازہ پگھلتے گلیشیر ز سے لگایا جا سکتا ہے۔ جہاں ۲۰ برس قبل برف تھی آج بہت سے حصے خالی ہیں۔ اقوام متحدہ کے سربراہ نے ۷ اکتوبر ۲۰۲۲ء جنرل اسمبلی کو بتایا کہ:

"Pakistan climate change beyond imagination... today it is
Pakistan. Tomorrow it could be any of our countries. " (۶)

ماہرین ۲۰۱۵ء میں پاکستان کی سینٹ کی کمیٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کو آگاہ کر چکے ہیں کہ آئندہ عشروں میں پاکستان کے شمال و جنوب میں درجہ حرارت میں تین یا پانچ ڈگری اضافہ ممکن ہے جس کے نتیجے میں بھیانک تباہی ہو سکتی ہے۔ مگر اس ملک کی حکومت ماہرین کے انتباہ کو خاطر میں نہیں لا رہی۔ جو اس ملک کا قومی المیہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر، ماحولیاتی تنقید، مشمولہ: لوح، سماہی، کراچی: (مدیر: ممتاز احمد شیخ)، شمارہ نمبر 8، جون 2018ء

۲۔ احمد مشتاق، گرد مہتاب، لاہور: مکتبہ خیال، 1981ء، ص 45

۳۔ قاسم یعقوب، تنقیدی سیاق اور نئے سوال، لاہور: کتابی دنیا، 2022ء، ص 228

۴۔ اسامہ صدیق، غروب آفتاب کا وقت، جہلم: بک کارنر، ستمبر 2023ء، ص 92-93

۵۔ ایضاً، ص 423-424

۶۔ https://news.un.org, October 7, 2022, retrieved on August 1, 2024